''تم ان (کافروں) کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی، کہ اس سے تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو خوفزدہ رکھ سکو۔'' ہمارے اس دور میں گھوڑے کی جگہ بکتر بند گاڑیاں، ٹینک، جنگی بحری و ہوائی جہاز نے لے لی ہے، اور ''ما استطعتم'' سے ہر طرح کے حربی آلات، راکٹ، میزائل اور ایٹمی صنعت میں مقدور بھر ترقی کر کے جنگی قوت بڑھانے کا تاکیدی حکم ثابت ہوتا ہے۔

۵۔ **معدنیات و ذخائر کی جانب پہاڑوں کے تسخیر** سے اشارہ ملتا ہے، جس کی روشنی میں آج کل تحقیقات کر کے پہاڑوں سے ہیرے، جواہرات، یاقوت و دیگر قیمتی پتھر نکالے جا رہے ہیں۔ تسخیر جبال سے متعلق اللہ کا ارشاد ہے: ﴿**إنا سخرنا الجبال**﴾ [ص ۱۸] ''ہم نے پہاڑوں کو (انسانوں کے لیے) مسخر کیا۔'' اور خاص طور پر پہاڑوں کو داؤد علیہ السلام کے لیے اتنا مسخر کیا کہ یہ پہاڑ آپ علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کرتے۔ [ص ۱۸] اسی طرح پہاڑوں کو تراش کے گھر بنانے، پہاڑوں میں سکونت اختیار کرنے، پہاڑوں کے چلنے اور ریزہ ریزہ ہونے، پہاڑوں کی رنگت مختلف ہونے کی آیات مختلف سورتوں کے مطالعہ سے ملتی ہے جس پر غور و فکر کرنے سے نئی نئی معلومات اور ذخائر کا علم ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ جدید دور کے محیر العقول ایجادات کی اصل اور منبع قرآن کریم ہی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر اتارا اور قیامت تک کے انسانوں کے لیے ذخیرہ علم و معرفت اور منبع رشد و ہدایت اور دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کا محور و کسوٹی بنایا، جس پر مسلمان سائنسدانوں کو تدبر و تفکر کرنا چاہئے اور موجودہ دور کی عقل انسانی کو ہی رب سمجھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قادر مطلق، سپر پاور ہونے کی جانب راہنمائی کرتے ہوئے فلاح دارین کے لیے قرآنی تعلیمات سے بہرہ مند ہو کر جنس انسانی کے لیے راہنما اصول بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا ﴿**أفلا يتدبرون، أفلا تتفكرون، أفلا يبصرون**﴾ جیسے الفاظ سے ضمیر انسانی کو جھنجوڑا ہے۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ اسلام دعوت فکر دیتا ہے، اسلام میں آزادی فکر ہے، لیکن آزادی رائے جو موجودہ جمہوری دور میں خوب پروان چڑھ رہا ہے اور ہر سو آزادی رائے کی صدائیں گونجتی سنائی دے رہی ہیں، قرآن کی روشنی میں اس دعوت کی افادیت یا نقصان پر غور کیجئے......

آزادی رائے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**ولتسمعنّ من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين أشركوا أذى كثيرا**﴾ [ال عمران ۱۸۶] ''اور یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں (یہود و نصاری) کی جو تم

سے پہلے کتاب دیئے گئے اور مشرکوں کی بہت سی دکھ دینے باتیں بھی سنی پڑیں گی۔"

باغیرت مسلمانو! اس سے بھی زیادہ دکھ دینے والی باتیں اور کون سی ہوسکتی ہے کہ یہ اہل مغرب اپنی ان جمہوری حقوق کی چھتری تلے آزادی رائے کا نعرہ لگاتے ہوئے توہین رسالت کے سنگین اور دلخراش واقعات کے مرتکب ہورہے ہیں......اوراس سے بھی خون کے آنسو رلا دینے والی تکلیف دہ بات اور کون سی ہوسکتی ہے کہ اظہار رائے کے مہیب اور گندے نظریے کے تحت قرآن کریم پر مقدمے چلائے جاتے ہیں۔حقیقت میں یہ خباثت کے پیکر، ذہنی آلودگی کے شکار، خالق اور مالک سے نابلد، آزادی رائے پرستار اصل میں دل مسلم پر خنجر چلا رہا ہوتا ہے۔اس سے بھی روح فرسا بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ اسی آزادی رائے کے بھیانک نظریے کے تحت رسول کریم ﷺ فداه أبي و أمّي کے کارٹون بار بار چھپنے کی باتیں سننے کو ملتی ہیں۔اور کم وبیش "۵۵" اسلامی ممالک نفسانفسی کے عالم میں سانپ سونگھے ہوئے کی طرح چپ سادہ لیتے ہیں۔اوران ممالک کے مکین اپنی غیرت ایمانی کے اظہار چند جلسے جلوسوں میں کرکے اپنے غیرت ایمانی کے جنازے جدید انداز میں پڑھ کے چپ سوجاتے ہیں اور کچھ ایمان کے پروانے ان اسلام مخالف سازشوں کے الاؤ کی روشنی میں اپنی جان اپنے اللہ کے سامنے پیش کردیتے ہیں۔ **جزاهم الله عنا وعن الاسلام خيرا لجزاء** ۔

میرے بھائیو! اسلام آزادی رائے کی اجازت دیتا ہے مگر اخلاقی حدود کے اندر رہ کر۔جہاں اسلام " قـل الحقَّ ولو كان مُرًّا " حق بات اگرچہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو کہنے کی آزادی دیتا ہے۔اسلام میں "أفضلُ الجهادِ كلمةُ حقٍّ عندَ سلطانٍ جائرٍ" حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے بھی کہنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔جہاں اسلام سمع واطاعت کو لازمی قرار دیتا ہے:" ولو أمّر عليكم عبدٌ حبشيٌ "اگرچہ حبشی غلام ہی کو امیر بنادیا جائے۔

جہاں اسلام اچھائی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کی تلقین کرتا ہے اور حکم کرتا ہے:﴿ولتكن منكم أمةٌ يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ [آل عمران ۱۰۴] "اور چاہئے کہ تم میں سے ایسی جماعت ہو جو بھلائی کی طرف دعوت دے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے۔" نیکی کی دعوت کو منظم کرنے اور امر بالمعروف کی کمیٹیاں تشکیل دینے کا حکم دیتا ہے۔اسی طرح اسلام ہر اچھی بات کہنے کی اجازت دیتا ہے اور ہر بری بات سے ٹوکنے کا حکم کرتا ہے۔لیکن دل میں جو بھی بات آئے اور ذہن میں سوجھے اسے اچھالنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ولاتقفُ ما ليسَ لکَ به علمٌ إنّ السمعَ والبصرَ والفؤادَ كلُ أولٓئک كان عنه مسئولا﴾ [بنی اسرائیل ۳۶] "جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیوں کہ کان، آنکھ اور

دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔''

معلوم ہوا کہ اپنے کان کا مالک میں نہیں ہوں بلکہ یہ میرے پاس امانت ہے۔لہٰذا ہر سنی سنائی بات پر یقین کرنا اور اچھالتے پھرنا جائز نہیں اور اگر بلا ثبوت ہر سنی سنائی بات اچھال لے تو قیامت کو کان سے سوال ہوگا۔اس طرح نص قرآنی سے معلوم ہوا آنکھ بھی اللہ کی میرے پاس امانت ہے، ہر دیکھی چیز اچھالنے پر پابندی ہے، حتیٰ کہ زنا جیسے عظیم جرم کو چار گواہ جب تک نہ ہوا چھالنے پر پابندی ہے۔﴿والّتی یأتین الفاحشة من نسآئکم فاستشھدوا علیھن اربعة منکم﴾ [النساء ۱۵] ''اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو۔'' چار گواہ کے بغیر اس فعل بد کو اچھالنے کی ممانعت کردی۔اسی طرح اللہ کا فرمان ہے:﴿یأیھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن إن بعض الظن إثم﴾ [الحجرات ۱۲] ''اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔'' بدگمانی کا تعلق دل سے ہے اور شریعت نے دل میں وسوسے اور کسی سے متعلق بدگمانی لانے سے منع فرمایا۔ صاف ظاہر ہے ظن تخمین کی بنیاد پر باتوں کے بتنگڑ بنانا اور اچھالنا سنگین جرم ہے، جس کے بارے میں قیامت میں پوچھا جائے گا۔اسی طرح قرآن پاک میں لوگوں کے عیب کو کریدنے اور عیب جوئی کی بھی ممانعت آئی ہے:﴿ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا﴾[الحجرات ۱۲] ''اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔''

قرآن مجید چونکہ ضابطہ حیات ہے۔ انسانی معاشرے کی بگاڑ کی بنیاد ایک دوسرے سے بدظنی رکھنا اور ایک دوسرے کی کمی کوتاہیاں تلاش کر کر کے اچھالنا اور ایک دوسرے کی غیبت کرنا ایسی برائیاں ہیں، جن سے آپس کی الفت ومحبت کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔انتشار وانشقاق پیدا ہوتا ہے۔لوگوں کی عزتیں تار تار ہو جاتی ہیں۔معاشرہ میں ہر سو خرابیاں رونما ہو جاتی ہیں۔ وحدت امت میں دراڑیں پڑنے کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔اور اہل مغرب آزادی رائے کا نعرہ بلند کر کے یہی چاہتا ہے کہ مسلمانانِ عالم قرآنی اصول وضابطوں کو پس پشت ڈال کر آزادی رائے کی خوفناک سازش تلے جانے یا بن جانے اپنے ملکوں میں شور وشرابہ پیدا کریں اور ملکی مفادات وحکومتی رازوں کو اچھال لیں۔اس آزادی رائے کے تحت اسلامی مملکتوں کی بنیادوں کو کھوکھلا کریں۔ بے مقصد و بے سود رائے زنی کر کے عوام کو گمراہ کریں۔معاشرہ میں شکوک وشبہات پھیلا کر بدامنی پیدا کریں اور لایعنی مقاصد کو اچھال کر امن وسکون کو تہہ وبالا کریں۔

ماحولیاتی خوشگواری و معاشی ترقی

غیر ملکیتی زمین کی آبادکاری

عبدالوہاب خان

اسلام دین فطرت ہونے کے ناتے اپنے پیروکاروں کی دنیوی اور اخروی کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کی ہر چیز انسان کے فائدے کے لیے پیدا فرمانے کے ساتھ ساتھ ان سے استفادہ کی صلاحیت اور ترغیب بھی عطا فرمائی ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ [البقرة:۲۹] ''اللہ وہ ہے جس نے زمین میں موجود ہر چیز تمہارے لیے پیدا فرمائی ہے۔'' ﴿إِنّ الارضَ للهِ یُورِثُها مَن یشآءُ مِن عبادِهِ والعاقبةُ لِلمتقینَ ○﴾ [الأعراف: ۱۲۸] ''یقیناً زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جسے چاہے اس کا مالک بنادے، اور اخروی انجام پرہیزگاروں کے حق میں ہے۔''

خالصہ سرکار کی شرعی حیثیت: اسلامی حکومت کے لیے اپنے ملکی حدود کے اندر انتظامی امور اور عوامی خدمت کے پروگراموں کی خاطر مناسب جگہ مخصوص کرنا جائز ہے۔ عوام کو اس میں مداخلت کرنے کا حق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''...... ومن وقع في الشبهات کراعٍ یرعیٰ حولَ الحِمی یوشکُ أن یُواقعَه، ألا وإنَّ لکلِ ملکٍ حِمی، ألا إنّ حِمی اللهِ في أرضِه محارِمُه ......'' [البخاري ح:۵۲ عن النعمان بن بشیر ﷺ] ''شبہات میں پڑنے والے کی مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو سرکاری مخصوص چراگاہ کے اردگرد اپنے جانور چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ ممنوعہ حدود کی خلاف ورزی کر لے۔ خبردار! ہر بادشاہ کے لیے مخصوص جگہ (خالصہ سرکار) ہوتی ہے۔ اور روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخصوص حدود اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔'' اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سرکار کے لیے غیر ملکیتی زمین میں سے حسب ضرورت رقبہ مخصوص کر کے عوامی استفادہ پر پابندی لگانا جائز ہے۔ حضرت الصعب بن جثامة ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا حمی إلا لله ولرسوله'' ''مخصوص رقبہ معین کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کسی کے لیے روا نہیں۔'' راوی کا بیان ہے: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس حدیث شریف کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے النقیع کو مخصوص کر لیا تھا اور حضرت عمر فاروق ﷺ نے